۶ صفر المظفّر ۱۴۴۷ھ / یکم اگست 2025ء

نقطۂ پُرکارِ حق
مَردِ خدا کا یقیں

(اللہ تعالیٰ پر یقین کی ترغیب اور توہّمات و نافرمانی و خوفِ موت سے بچنے کی تلقین)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com یا QRcode سکین کریں

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
YouTube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ اِنَّہٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ۔ [حٰمٓ السجدۃ 40:41]

بلاشبہ ایمان بہت بڑی دَولت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے یہ ہم سب کو نصیب ہے، مگر ایمان کمزور ہو تو اُس کی لذّت نہیں ملتی، جب کہ رحمتِ الٰہیہ سے ایمان میں ترقّی و پختگی عطا ہو تو اُس کی مٹھاس سے انسان جہان بھر کی لذّتوں کو بھول جاتا ہے۔

جن اوصاف سے ایمان کامل ہوتا ہے اُن میں سے ایک اہم وصف اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین ہے۔ قرآن وسنت اور تعلیماتِ اکابر سے معلوم ہوتا ہے کہ یقین ایمان کی جان ہے... جس طرح رُوح کے بغیر جسم مُردہ ہوتا ہے، اِسی طرح یقین کے بغیر ایمان بے جان ہوتا ہے اور جتنا یقین پختہ ہو اُتنا ہی ایمان بھی مضبوط وکامل ہوتا ہے۔

اسلام کی روشنی پھیلنے سے پہلے لوگوں کا اپنے ربِّ کریم پر یقین نہیں تھا تو وہ کئی طرح کی جَہالتوں میں مبتلا تھے... نہایت ڈھٹائی کے ساتھ نافرمانی اور ظلم کرتے تھے.... دُنیاوی زندگی کے بے حد لالچی تھے اور موت کو سخت ناپسند کرتے تھے... بلاوجہ کچھ اوقات، چیزوں اور کاموں کو اپنے لیے منحوس سمجھتے تھے۔ جب خالقِ کائنات نے سرورِ عالَم ﷺ کے ذریعے ایمان کا نور عام فرمایا تو اللہ تعالیٰ پر یقین پختہ ہوتا چلا گیا، پھر یقین کی برکت سے ظلم ومعصیت کا خاتمہ ہونے لگا، صحابۂ کرام علیہم الرضوان زندگی سے زیادہ شہادت سے پیار کرنے لگے اور وہم پرستی، بدشگونی وبدفالی کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کی برکتیں دلوں کو منوّر کرنے لگیں۔

اگر ہم اپنی صورتِ حال پر غور کریں تو محسوس ہوگا کہ ہم پھر سے جاہلانہ رویّے کی طرف بڑھ رہے ہیں... نافرمانیوں میں بے پناہ اضافہ، موت کا بڑھتا ہوا خوف اور وہم پرستی وجاہلانہ اُمور کی کثرت... یہ سب کچھ یقین کمزور ہونے کا ہی نتیجہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [1] صَلَاحُ أَوَّلِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِالزُّهْدِ وَالْيَقِيْنِ، وَيَهْلِكُ آخِرُهَا بِالْبُخْلِ وَالْأَمَلِ۔ [2]

یعنی ”اِس اُمّت کے پہلے مسلمان اللہ تعالیٰ پر یقین اور زُہد (دُنیا سے بے رغبتی) کی برکت سے کامیاب ہوئے اور اِس اُمّت کے آخری افراد اِس وجہ سے تباہ ہوں گے کہ (یقین کمزور ہوجانے کے سبب) وہ بخل / کنجوسی اور لمبی اُمّید (دُنیا کی خاطر لمبی زندگی اور صحت ومال میں اضافہ کی آرزو) میں مبتلا ہوجائیں گے۔“ (الزہد للإمام أحمد، حدیث: 52۔ المعجم الاوسط، حدیث: 7650۔ حسن لغیرہٖ)

چنانچہ آج یقین میں اِضافہ اور جاہلانہ اُمور ومَعاصی کو ترک کرنے سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ کیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

[2] وَذٰلِكَ لَا يَظْهَرُ إِلَّا مِنْ فَقْدِ الْيَقِيْنِ، سَاءَ ظَنُّهُمْ بِرَبِّهِمْ فَبَخِلُوْا وَتَلَذَّذُوْا بِشَهَوَاتِ الدُّنْيَا فَحَثُّوْا أَنْفُسَهُمْ بِطُوْلِ الْأَمَلِ۔ (فیض القدیر)

یقین کا تعارف اور اُس کی برکات

تعارف: "یقین" اُس علم / پختہ عقیدے کو کہتے ہیں جو کسی طرح سے تبدیل نہ ہو اور ذہن میں اُس کے خلاف سوچ بھی نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ پر یقین کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ بندہ پختہ عقیدہ رکھے کہ اللہ جلّ جلالہٗ موجود ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور سب کچھ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے... وہ ہمارے ہر حال سے باخبر ہے اور ہر عمل کو دیکھتا ہے... اُس نے جو مقدّر فرمایا ہے وہی ہو گا... اُس نے جو احکام عطا کیے ہیں وہ سب برحق ہیں اور اُس کے احکام پر عمل کرنے میں ہی دُنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

بَرَکات: اللہ تعالیٰ پر یقین کی برکتیں بے شمار ہیں اور یہ ایمان کے بعد سب سے بڑی دولت ہے۔

وصالِ نبوی کے بعد سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبرِ رسول عَلٰی صَاحِبِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا: ہجرت کے پہلے سال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِسی جگہ پر قیام فرما ہوئے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چشمانِ اقدس سے آنسوؤں کے موتی ٹپکے اور آپ نے فرمایا تھا (حدیث کے آخری کلمات): وَسَلُوا اللّٰهَ الْمُعَافَاةَ؛ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ رَجُلٌ بَعْدَ الْيَقِيْنِ شَيْئًا خَيْرًا مِّنَ الْمُعَافَاةِ... یعنی "اللہ تعالیٰ سے عافیت (گناہوں اور مصیبتوں سے سلامتی) مانگو! بندے کو عطا ہونے والا سب سے بڑا انعام یقین ہے، اِس کے بعد عافیت بہترین نعمت ہے۔۔۔ (مسند احمد، حدیث: 05، 17، 34، اِسنادہ صحیح)

شاعرِ مشرق اقبال علیہ الرحمہ کے بقول بندہ یقین کی برکت سے ایمان کے اتنے اعلیٰ درجے تک پہنچ جاتا ہے کہ پھر وہ جیسے چاہے ربِّ کریم اپنی رحمت سے ویسے ہی کرم فرماتا ہے۔ بالِ جبریل کی نظم "مسجدِ قُرطبہ" میں اقبال نے کہا:

نقطہ ہے پُرکارِ حق مردِ خدا کا یقیں — اور یہ عالَم تمام وَہم و طِلِسم و مَجاز[1]

سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ارشادِ نبوی روایت کیا: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ۔[2] یعنی "اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے کرم پر بھروسا کر کے قسم اُٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور اُن کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔" (بخاری: 4611)

---

[1] نُقْطہ: دائرے کا مرکز۔ پُرکار: جیومیٹری کا آلہ، جس کی ایک طرف نوک اور دوسری جانب قلم ہوتا ہے، اُس کے ذریعے دائرہ بنایا جاتا ہے۔ طِلِسم: جادو۔ شعر کا مفہوم: اِس جہان میں باقی سب کچھ مجاز اور فریب ہے، اصل چیز حق تعالیٰ کی تقدیر اور اُس کا حکم ہے۔ بندۂ مومن "یقین" کے ذریعے ایمان کے اُس اعلیٰ درجے تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی تقدیر کی پُرکار کا مرکز بن جاتا ہے، اب جیسے وہ چاہتا ہے حق تعالیٰ ویسے ہی کرم فرما دیتا ہے۔
ایک شعر میں اقبال نے کہا: "خودی کو کر بلند اِتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے... خُدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رِضا کیا ہے"
اِسی نظم کے دوسرے شعر میں اقبال نے کہا: "ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ... غالب و کار آفریں، کارکُشا، کارساز" (بندۂ مومن کا ہاتھ قوتِ الٰہی کا مظہر ہے)

[2] مَعْنَاهُ: لَوْ حَلَفَ أَنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُهُ أَوْ لَا يَفْعَلُهُ صَدَّقَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ وَأَبَرَّهُ فِيْهَا۔ (لمعات التنقیح، تحت الحدیث: 5231)

تربیتِ یقین... بدشگونی سے اجتناب کا حکم

جس خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ پر یقین کی دَولت حاصل ہے وہ ہر حال میں مطمئن رہتا ہے؛ کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرا فیصلہ اُس ربِّ کریم کے دستِ قدرت میں ہے جو سب سے بڑھ کر مجھ سے محبّت فرماتا ہے، جو خوب جانتا ہے کہ میرے حق میں کیا بہتر ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اِس حسین عقیدے کی برکت سے بندہ مشکل ترین حالات میں بھی پُر سکون رہتا ہے اور شکوہ و شکایت یا نافرمانی کا ارتکاب نہیں کرتا... اِس کے برعکس جسے یقین کی سعادت نصیب نہیں وہ معمولی پریشانیوں میں بھی حواس باختہ ہو جاتا ہے، مختلف چیزوں سے ڈرتا ہے اور کئی ایسی حرکتیں کرتا ہے جو کسی عقل مند کو زیب نہیں دیتیں۔

دورِ جاہلیت میں لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں تھا؛ چنانچہ وہ بدشگونی لیتے تھے، یعنی محض اپنے خیال و وہم کی بنیاد پر کئی چیزوں، اوقات اور جگہوں کو اپنے لیے منحوس سمجھتے تھے، بلاوجہ بعض کاموں کو نقصان کا سبب قرار دیتے تھے۔ سرکارِ دوعالَم ﷺ نے بدفالی اور بدشُگونی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور ربّ تعالیٰ پر یقین و توکُّل کو پختہ کر کے اُس سے دُعا کرنے کا حکم دیا۔

صاحبِ نعلین و وِسادہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرورِ عالم ﷺ سے روایت کیا: اَلطِّيَرَةُ مِنَ الشِّرْكِ، وَمَا مِنَّا إِلَّا ... وَلٰكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ۔ ”بدفالی شرک سے ہے (مشرکوں کا کام ہے)، ہم میں سے ہر ایک کو ... [بدفالی والے کچھ خیالات آ ہی جاتے ہیں]، مگر اللہ تعالیٰ توکّل کی برکت سے اُنھیں دُور فرما دیتا ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 1614)

وہم پرستی کے بجائے دعا:

نبیِ کریم ﷺ نے بدشگونی و وہم پرستی کے بجائے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنے کا حکم دیا۔

سیدنا عُروہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ سے روایت کیا: ”جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز کو دیکھے تو یہ کلمات کہے: اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ۔ یعنی ”اے اللہ! بھلائیاں صرف تو ہی عطا فرماتا ہے اور برائیوں / ناپسندیدہ اُمور سے صرف تو ہی بچاتا ہے، گناہوں / برائیوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی و بھلائی کی توفیق فقط تیری ہی طرف سے ہے۔“ (سنن ابوداؤد: 3919۔ قال النووی فی ریاض الصالحین فی باب النھی عن التطیر: حدیثٌ صحیحٌ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَكَ۔ یعنی ”جس شخص کو بدشگونی نے کسی کام سے روک دیا تو اُس نے مشرکوں جیسا عمل کیا۔“ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اِس کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ یوں التجا کرے: اَللّٰهُمَّ! لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔ یعنی ”اے اللہ! ہر بھلائی تیری طرف سے ہی ہے اور ہر سختی / آزمائش تیرے ہی حکم سے ہے اور تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔“ (مسند احمد، حدیث: 7045، حدیث حسن)

تربیتِ یقین... نیک فالی کی تشویق

بلاوجہ کسی شے کو اپنے لیے بُرا سمجھ لینا بدشگونی ہے، اِس میں اللہ عزّوجلّ سے متعلق بدگمانی بھی ہے؛ لہٰذا نبیِ کریم ﷺ نے اِس سے منع فرمایا... جب کہ کسی معمولی بات کو بنیاد بنا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمّید قائم کر لینا نیک فالی ہے، اِس میں ربِّ کریم جلّ مجدہٗ کے حضور حُسنِ ظن / نیک گمان ہے؛ اِسی لیے یہ سرکارِ دوعالَم ﷺ کی سنت ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ۔ یعنی "بدفالی کوئی چیز نہیں اور نیک فالی بہترین ہے۔" لوگوں نے عرض کی: نیک فالی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ۔ یعنی "اچھا کلمہ جو تمھیں سُنائی دے۔" (متفق علیہ، صحیح بخاری، حدیث:5754)

نیک فالی کی صورتیں: آقا کریم ﷺ نے کیسی حسین تربیت فرمائی کہ انسان بُرا شگون لے کر پریشان ہونے کے بجائے نیک فالی لے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید وابستہ کر کے خوش ہو۔ نیک فالی کی مختلف صورتیں ہیں، مثلاً:

- ایسا کلمہ سننا جس سے اچھا پہلو نکلتا ہو۔[1]
- ایسا خواب دیکھنا جس کی اچھی تعبیر ہو سکے۔[2]
- اچھے نام سے نیک گمان قائم کر لینا۔[3]
- گفتگو کے دوران چھینک آنے سے یہ گمان کرنا کہ بات سچی ہے۔[4]
- دُعا کے وقت چھینک آنے پر اُمّید رکھنا کہ التجا قبول ہو گی۔[5]

---

[1] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ أَنْ يَسْمَعَ: يَا رَاشِدُ! يَا نَجِيحُ! (جامع ترمذی، حدیث:1616)

[2] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ، فَأُتِينَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ، فَأَوَّلْتُ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ، وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ۔ (صحیح مسلم، حدیث:2270)

[3] صلح حدیبیہ کے موقع پر جب سہیل بن عمرو معاہدہ کے لیے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ... (صحیح بخاری: 2731)

[4] عَنْ أَنَسٍ مرفوعًا: أَصْدَقُ الْحَدِيثِ مَا عُطِسَ عِنْدَهُ۔ (المعجم الاوسط:3360) إسناده ضعيف ولهٗ شواهد، فقد رُوي عن الرُّوَيْهِبِ السُّلَيْمِيِّ مرفوعًا: اَلْفَأْلُ مُرْسَلٌ وَالْعُطَاسُ شَاهِدُ عَدْلٍ۔ (نوادر الأصول للحکیم، ج:3، ص:6، دار الجیل۔ کنز العمال، حدیث:28581)

[5] عن أَبِي رُهْمٍ السِّمَعِيِّ مرفوعا: وَإِنَّ مِمَّا يُسْتَجَابُ بِهِ عِنْدَ الدُّعَاءِ الْعُطَاسُ۔ (المعجم الکبیر، ج:22، ص:336، حدیث:843۔ قال الهيثميؒ في مجمع الزوائد (ج:4، ص:181، الحديث:6922): رجاله ثقات، وفي بعضهم كلام لا يضرّ)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مِنَ السَّعَادَةِ الْعُطَاسُ عِنْدَ الدُّعَاءِ۔ (شعب الإیمان، حدیث:8924، إسنادهٗ ضعیف)

تربیتِ یقین... توہّماتِ صفر کی نفی

اللہ تعالیٰ پر یقین نہ ہونے کی وجہ سے دورِ جاہلیت میں لوگ ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے تھے، اُنھوں نے بلاوجہ اپنے ذہنوں میں بٹھالیا تھا کہ یہ مہینہ اچھا نہیں، اِس میں بلائیں نازل ہوتی ہیں اور کام اُلٹے ہو جاتے ہیں۔

افسوس کہ اب بھی اِس جاہلانہ سوچ کا اثر باقی ہے... کئی لوگ صفر المظفّر میں شادی اور رُخصتی نہیں کرتے، سفر سے گریز کرتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ اِس مہینے میں جنّات کام بگاڑ دیتے ہیں اور کوئی بیمار ہو جائے تو بچنا مشکل ہوتا ہے۔ خصوصاً صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخوں کو زیادہ منحوس سمجھا جاتا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ صفر المظفّر بھی اللہ کریم کا بنایا ہوا ایک مہینہ ہے، اُس نے بعض مہینوں کو عظمت دی ہے، مگر کسی مہینے کو بے توقیر نہیں کیا۔ بعض میں برکت زیادہ رکھی ہے، مگر کسی کو بھی منحوس نہیں بنایا۔

صاحبِ نعلَین ووِسادہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیثِ مبارک میں یہ ارشادِ نبوی بھی ہے:

لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ،[1] خَلَقَ اللّٰہُ کُلَّ نَفْسٍ وَّ کَتَبَ حَیَاتَھَا وَرِزْقَھَا وَمَصَائِبَھَا۔ یعنی "بیماری از خود ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی اور صفر منحوس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جان کو پیدا کیا اور اُس کی زندگی، رزق اور اُس پر آنے والے مصائب کو بھی لکھ دیا۔"

(جامع ترمذی، حدیث:2143، صحیح لغیرہٖ)

اِزالۂ وہم: ڈاکٹرز کی تحقیق کے مطابق بسا اوقات ایک شخص سے دوسرے کو جراثیم لگ جاتے ہیں۔ اِس حوالے سے غور طلب بات ہے کہ اِن جراثیم کو کس نے پیدا کیا؟ وہ پہلے اور پھر اُس کے بعد دوسرے تک کس کے حکم سے پہنچے؟ اُن میں بیمار کرنے کی صلاحیت کس نے پیدا کی؟ پھر دونوں افراد کس کے حکم سے بیمار ہوئے؟ بلاشبہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہی ہوا... تو پھر دوسرے شخص کو بیماری جراثیم سے نہیں لگی، بلکہ اُسی ذات کے حکم سے لگی جس کے حکم سے پہلے کو لگی تھی؛ لہٰذا حدیثِ مبارک پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

خلاصہ: ماہِ صفر المظفّر کو منحوس یا بلاؤں والا مہینہ سمجھنا جاہلانہ سوچ ہے، جس کی نبیِ کریم ﷺ نے واضح طور پر نفی فرمائی ہے۔ اِس مہینے میں شادی یا کسی کام کے آغاز اور سفر وغیرہ میں کوئی حرج نہیں۔ ایصالِ ثواب اور صدقہ وخیرات اچھے کام ہیں، تاہم اِس مہینے کو منحوس سمجھ کر ایسا نہ کیا جائے۔[2]

---

[1] حضرت محمد بن راشد علیہ الرحمہ نے فرمایا: أَنَّ أَھْلَ الْجَاھِلِیَّۃِ یَسْتَشْئِمُونَ بِصَفَرَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا صَفَرَ۔ (سنن ابو داؤد، حدیث:3917)

[2] بعض لوگ صفر کے آخری بدھ کو خوشی مناتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اِس دن میں رسول اللہ ﷺ صحت یاب ہوئے تھے، یہ بھی من گھڑت رسم ہے اور اِس کی کوئی اصل نہیں۔

تربیتِ یقین... نافرمانی، بے حیائی اور قتلِ ناحق سے تنفیر

دورِ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ پر یقین نہ ہونے کی وجہ سے لوگ بے دھڑک نافرمانیاں کرتے تھے، بے حیائی کو بُرائی سمجھتے ہی نہیں تھے، ناحق قتل اُن کی نظر میں معمولی بات تھی، طاقت وَر لوگ ظلم وزیادتی کو اپنا حق سمجھتے تھے۔ اسلام نے یہ سوچ عطا کی کہ ربّ العالمین کی نگاہِ قدرت سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ بندہ جو بھی اچھا یا بُرا عمل کرے، وہ لوگوں کے سامنے ہو یا اُن کی نظروں سے اوجھل، بہر حال اللہ تعالیٰ اُسے دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے۔ نیز اسلام نے یہ عقیدہ دیا کہ یقینی طور پر ایک دن مرنا ہے اور احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہو کر اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے۔

سوچیے! اِن اسلامی نظریات کی روشنی میں جس شخص کا اپنے رب پر یقین پختہ ہو، کیا وہ تنہائی میں بھی نافرمانی کر سکتا ہے! یا گناہ ہو جانے کے بعد توبہ کرنے میں سُستی کا تصوُّر کر سکتا ہے! ہر گز نہیں۔

قرآنی تعلیمات: متعدّد آیاتِ کریمہ میں ربِّ کریم نے بندوں کی یہ تربیت فرمائی کہ وہ یقین کو پختہ کر کے نافرمانی سے بچیں:

⇐ ایک آیتِ کریمہ میں ارشاد فرمایا: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ ”تم جو چاہو کرو! بے شک وہ تمہارے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے۔“ [حٰمٓ السجدۃ 40:41]

⇐ دوسرے مقام پر ارشاد ہے: وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ۔ ”جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب اعمال کو جانتا ہے۔“ [المائدۃ 99:05]

⇐ یہ بھی فرمایا: اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى۔ ”کیا اُس نے یہ نہیں جانا کہ بے شک اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔“ [العلق 14:96]

ہماری حالتِ زار: اگر ہم اپنی حالتِ زار دیکھیں تو ایسے لگتا ہے کہ ہم عملی طور پر دَورِ جاہلیت والی بے یقینی کی طرف بڑھ رہے ہیں... بے حیائی اِس قدر کہ اعلیٰ تعلیم کے اداروں کی حالت بھی ذکر کرنے کے قابل نہیں، معاذ اللہ نوجوان نسل خاندانی نظام کو اپنے لیے بوجھ سمجھنے لگی ہے، حالانکہ یہ اسلامی مزاج کا حُسن ہے.... قتل وغارت اتنی کہ گزشتہ ہفتوں میں غیرت کے نام پر سگے رشتہ داروں کے ہاتھوں کئی قتل ہوئے ہیں، حالانکہ اگر کوئی شخص حقیقی طور پر مجرم ہو تب بھی اُس پر از خود حد یا قصاص جاری کرنے کی ہر گز اجازت نہیں... حد تو یہ ہے کہ آئے روز والدین کے ہاتھوں بچوں یا بچوں کے ہاتھوں والدین کے قتل کی خبریں بھی گردش کرتی ہیں۔

اللہ کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی کسی ایسے جرم میں ملوّث نہ ہو، مگر سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اِن جرائم کا ارتکاب کرنے والے بھی پہلے دن اتنے سخت دل نہیں ہوتے، بلکہ آہستہ آہستہ یقین کمزور ہوتا جاتا ہے اور بندہ گناہوں پر دلیر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر ہمیں اپنے اندر یقین کی کمی محسوس ہوتی ہے... اور بلاشبہ ایسا ہی ہے... تو اِس کا علاج فوری طور پر کرنا چاہیے۔

تربیتِ یقین... زُہد و شوقِ شہادت کی ترغیب

جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر یقین پختہ ہو اُس کا دل دُنیا کی محبّت سے آلودہ نہیں ہوتا؛ اِس وجہ سے کہ وہ دُنیا کو عارضی سمجھتا ہے اور اُس کی توجّہ اِس بات پر مرکوز ہوتی ہے کہ ایک دن مرنے کے بعد ربِّ کریم کے حضور پیش ہونا ہے۔ ایسا شخص زندگی سے زیادہ شہادت سے پیار کرتا ہے اور دین کی سربلندی کے لیے جان دینے کو ہزار سعادت سمجھتا ہے... اِس کے برعکس اگر اللہ تعالیٰ پر یقین کمزور ہو تو اُس کی بارگاہ میں پیشی کا تصوُّر بھی دُھندلا ہو جاتا ہے، پھر محبتِ دُنیا کی نَجاست انسان کے دل کو آلودہ کر دیتی ہے، بندہ دُنیاوی خواہشات کی خاطر لمبی زندگی کی آرزو کرتا ہے اور موت کا نام سنتے ہی ڈرنے لگتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص موت سے اِس قدر خوف رکھتا ہو اُسے راہِ خدا میں جہاد کرنے اور جان دینے کی آرزو کہاں نصیب ہو گی!

صحابہ کا زُہد و شوقِ شہادت: اللہ تعالیٰ پر یقین پختہ ہونے کی بدولت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دُنیا سے بے رغبتی اور شہادت کی تمنّا میں کتنا اعلیٰ درجہ نصیب تھا! اِس کا اندازہ سیف اللہ سیدنا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے کیجیے!

دورِ فاروقی میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رُستُم، مِہران اور دیگر ایرانی سرداروں کے نام خط لکھا، جس میں اُنھیں اسلام کی دعوت دی اور اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں جِزیہ / ٹیکس ادا کر کے اسلامی ریاست کا شہری بننے کی پیشکش کی۔ ساتھ ہی لکھا: فَإِنَّ مَعِيَ قَوْمًا يُحِبُّوْنَ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَا يُحِبُّ فَارِسُ الْخَمْرَ۔ یعنی اپنی طاقت پر ناز نہ کرنا، میرے ساتھ وہ بہادُر مجاہد ہیں کہ تمہارے سپاہی شراب کی اتنی چاہت نہیں رکھتے جتنی میرے ساتھیوں کو راہِ خدا میں شہادت سے محبّت ہے۔

(المعجم الكبير للطبرانی: 3806۔ المستدرك على الصحيحين: 5300۔ قال الهيثمی فی مجمع الزوائد: 310/5: إسنادہ حسن أو صحيح)

ہماری حالتِ زار: صحابہ کرام کے اِن حسین جذبات کے مقابلے میں اُمّتِ مسلمہ کی موجودہ صورتِ حال پر غور کریں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر یقین کمزور ہونے کا نتیجہ ہے کہ اِس وقت اُمّت دُنیا کی محبّت میں اندھی ہوتی جا رہی ہے اور موت سے اِس قدر خوف زدہ ہونے لگی ہے کہ مسلم حکمران جہاد کا نام لینے سے بھی ڈرتے ہیں۔

غزہ میں اسرائیلی مظالم اِس انتہا کو پہنچ چکے ہیں کہ غیر مسلم ممالک بھی اُسے ناقابلِ برداشت قرار دے رہے ہیں۔ 60 ہزار سے زائد افراد شہید ہو چکے ہیں۔ اسرائیلی درندے اتنی سفّاکی کے ساتھ قتلِ عام کر رہے ہیں کہ غزہ میں کام کرنے والے ایک برطانوی ڈاکٹر نے برطانیہ کے ذرائع سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: بچوں کو یوں نشانہ بنایا جاتا ہے جیسے کوئی ویڈیو گیم کھیلی جا رہی ہو... ایک دن سب بچوں کے پیٹ میں گولیاں لگی ہوتی ہیں، دوسرے دن سب کے سر یا گردن پر زخم ہوتے ہیں اور اگلے دن سب کے بازو یا ٹانگیں چھلنی ہوتی ہیں۔

اِن حالات میں بھی مسلم حکمران جہاد کا نام لینے سے ہچکچاتے ہیں... یہ اللہ تعالیٰ پر یقین کمزور ہونے کا ہی نتیجہ ہے۔

حرفِ آخر: اللہ تعالیٰ پر یقین... ایمان کا حصنِ حصین

اللہ تعالیٰ پر یقین ایمان کی جان اور اسلام کی شان ہے۔ اِس کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ بندہ پختہ عقیدہ رکھے کہ اللہ جلّ جلالہٗ موجود ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور سب کچھ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے، وہ ہمارے ہر حال سے باخبر ہے، اُس نے جو مقدّر فرمایا ہے وہی ہو گا، اُس نے جو احکام عطا کیے ہیں وہ سب برحق ہیں اور اُس کے احکام پر عمل کرنے میں ہی دُنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

یہ عقیدہ و یقین جتنا زیادہ پختہ ہو ایمان کی ایسی چاشنی اُتنی ہی بیشتر نصیب ہوتی ہے... جب کہ انسان اِس اعتقاد و یقین کی پختگی سے محروم ہو تو ایمان قبول کرنے کے باوجود حالتِ زار وہی ہوتی ہے جو اِس وقت عام طور پر مسلمانوں کی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عُروج کا راز یہی تھا کہ اُن کا اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدّسہ اور اُس کی قدرتِ کاملہ پر یقین پختہ تھا۔ یقینِ کامل کی برکت سے وہ فرماں برداری کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اور شوقِ شہادت نے اُنھیں دُنیا کی محبّت سے پاک کر دیا تھا... چنانچہ وہ بارگاہِ الٰہی میں ایسے مقبول و محبوب ٹھہرے کہ جدھر قدم بڑھاتے تھے اللہ تعالیٰ کی مدد سے کامیابی اُن کے قدم چومتی تھی۔

مومن کی اِسی شان کو اقبال علیہ الرحمہ نے اپنے الفاظ میں یوں کہا:

نقطہ ٔ پُرکارِ حق مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالَم تمام وَہم و طِلِسم و مَجاز

دوسری جانب ہمارے زوال کی اصل وجہ یہ ہے کہ یقین کمزور ہونے کے سبب ہم نافرمانیوں کے ساتھ ساتھ محبتِ دُنیا اور موت کے خوف میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اقبال نے ہم جیسوں کو ہی مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا:

سُن اے تہذیبِ حاضر کے گرفتار
غلامی سے بتّر [1] ہے بے یقینی

آج کے خطبۂ جمعہ میں بے یقینی کے سبب پیدا ہونے والی چند خرابیوں کی طرف توجّہ دلا کر اُن کا سدِّباب کرنے کی کوشش کی گئی۔

چند اہم نکات یہ ہیں:

⟸ کسی چیز سے بدشگونی لینا، یعنی بلاوجہ کسی وقت، چیز یا جگہ وغیرہ کو اپنے لیے منحوس سمجھ لینا ممنوع ہے۔ اِس جاہلانہ سوچ کو نبیِ کریم ﷺ نے مشرکوں والا کام قرار دیا ہے۔ مسلمان کو اپنے ربِّ کریم پر بھروسا کرنا چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مقدّر فرمایا ہے وہی ہو گا۔

---

[1] بدتر

⇐ اگر کسی چیز سے بدشگونی پیدا ہونے لگے تو یہ دُعا پڑھنی چاہیے، اِس کی برکت سے کوئی نقصان نہیں ہوگا: اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ۔ یعنی "اے اللہ! بھلائیاں صرف تو ہی عطا فرماتا ہے اور برائیوں / ناپسندیدہ اُمور سے صرف تو ہی بچاتا ہے، گناہوں اور برائیوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی و بھلائی کی توفیق فقط تیری ہی طرف سے ہے۔"

⇐ نیک فالی، یعنی کسی معمولی بات کو بنیاد بنا کر (مثلاً کوئی اچھا لفظ سُن کر) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمّید قائم کرلینا کہ معاملہ اچھا ہو جائے گا، یہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت ہے۔

⇐ صفر المظفّر بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ مہینہ ہے، اِسے منحوس یا بلاؤں والا مہینہ سمجھنا درست نہیں، تاہم منحوس سمجھے بغیر صدقہ و خیرات کیا جائے تو اچھی بات ہے۔

⇐ بے حیائی، قتلِ ناحق، ظلم اور دیگر تمام بُرائیوں سے بچنے کا بہترین طریقہ ہے کہ انسان یہ تصوُّر کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، نیز احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہو کر جواب دہ ہونے کو یاد کرے، اِس کی برکت سے گناہ چھوٹ جائیں گے۔

05 اگست 2019ء کو مودی حکومت نے مقبوضہ کشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کر دیا تھا؛ تاکہ آبادی کا تناسب تبدیل کر کے کشمیریوں کی تحریکِ حُریّت / آزادی کی آواز کو دبایا جاسکے، مگر بھارت کبھی ایسا کر سکا ہے نہ کر سکے گا، اِن شاءاللہ تعالیٰ...

ہم یومِ استحصالِ کشمیر (Kashmir Exploitation Day) کے موقع پر بھارتی مظالم کی مذمت کرتے ہیں اور اِس بات کا بھی اِعادہ کرتے ہیں کہ فقط قراردادوں پر اکتفانہ کیا جائے، بلکہ کشمیر کی آزادی کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔

شرعی مسئلہ: عصرِ حاضر میں موبائل کمپنیوں کی طرف سے یہ آفر دی گئی ہے کہ صارف اپنا اکاؤنٹ بنائے تو اکاؤنٹ میں مقرر کردہ رقم رکھنے پر مفت کالز اور پیغامات وغیرہ کی سہولت دی جاتی ہے۔

چونکہ اکاؤنٹ میں رکھی گئی رقم قرض ہے اور حدیثِ پاک کے مطابق قرض پر کسی بھی طرح سے حاصل ہونے والا نفع سود ہوتا ہے؛ لہٰذا اکاؤنٹ میں رقم رکھ کر اُس کی بنیاد پر کوئی بھی فائدہ حاصل کرنا حرام ہے، بلکہ اِس طرح کی سودی شرائط والے معاہدے کے ساتھ اکاؤنٹ کھولنا بھی گناہ ہے۔ تاہم ایسا کیا جاسکتا ہے کہ سِم (SIM) پر اُس سم والی کمپنی کے علاوہ کسی دوسری کمپنی کا اکاؤنٹ بنالیا جائے؛ کیونکہ موجودہ پالیسی کے مطابق اِس صورت میں رقم رکھنے پر کوئی سہولت فراہم نہیں کی جاتی۔[1]

---

[1] تفصیل کے لیے دار الاِفتاء جامعہ نظامیہ رضویہ سے رجوع کریں
یا اِس لنک پر کلک کریں: https://www.dawateislami.net/magazine/ur/ehkam-e-tijarat/mobile-account

اللہ تعالیٰ امام الانبیا ﷺ کے صدقے میں ہمیں دولتِ یقین عطا فرمائے! اور اِس کی برکت سے زُہد و شوقِ شہادت کی سعادت سے سرفراز فرمائے اور تمام گناہوں کو چھوڑنے کا جذبہ مرحمت فرمائے!

قادرِ مطلق اہلِ غزّہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے اور اسرائیل اور اُس کے اتّحادیوں کو نشانِ عبرت بنائے! احکم الحاکمین کشمیری مسلمانوں کو آزادی کی دولت عطا کرے اور بھارتی مظالم سے نجات دلائے!

مالکِ کریم حالیہ مون سون بارشوں کو اہلِ پاکستان کے لیے باعثِ رحمت فرمائے اور ممکنہ خطرات سے اپنی حفاظت عطا کرے! ربِّ کریم پاکستان سے دہشت گردی اور فتنہ و فساد کا مکمل خاتمہ فرمائے! اور وطنِ عزیز کے جملہ اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!